محمد اسحٰق بھٹی

الفتاویٰ الغیاثیہ
ایک اہم فقہی مخطوطہ

سلطان غیاث الدین بلبن اور اس کا عہد

فتاویٰ غیاثیہ، ہندوستان کے مشہور فرماں روا سلطان غیاث الدین بلبن کی طرف منسوب ہے۔ قبل اس کے کہ اس فتاویٰ اور اس کے مندرجات کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے، سلطان غیاث الدین بلبن اور اس کے عہد پہ ایک نظر ڈال لینا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ علما وفضلا کا کتنا قدرداں تھا، اولیا و اتقیا سے کس درجہ محبت و شیفتگی کا اظہار کرتا تھا اور علوم و فنون کے فروغ و اشاعت میں کس درجہ مستعد و سرگرمِ عمل رہتا تھا۔

غیاث الدین بلبن ترکی الاصل تھا اور ترکستان کے ایک بہت بڑے خاندان البری سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا باپ ترکستان کے دس ہزار خاندانوں کا سردار تھا۔ مغلوں نے ترکستان میں قراختائی پہ غلبہ و استیلا حاصل کیا تو بلبن ایک ترک سپاہی کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا جو اس کو بغداد لایا اور خواجہ جمال الدین بصری کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ خواجہ جمال الدین زاہد و متقی اور ذہین و فطین شخص تھا۔ اس نے بلبن کی بیٹوں کی طرح نگہداشت و پرورش کی اور یہی گھر اس کی اولین تربیت گاہ بنا۔[۱]

اس زمانے میں ہندوستان کے تختِ حکومت پہ سلطان شمس الدین ایلتتمش داد حکمرانی دے رہا تھا۔ یہ بھی اصلاً ترک تھا اور حسنِ اتفاق سے ترکستان کے البری قبیلہ ہی کا

---

[۱] تاریخ فرشتہ ص ۷۴

فرزند تھا۔[۲]

جب خواجہ جمال الدین کو معلوم ہوا کہ غیاث الدین بلبن ہندوستان کے حکمران سلطان شمس الدین التمش کے قبیلہ کا فرزند ہے تو وہ اس کو اور اپنے دیگر غلاموں کو ساتھ لے کر ہندوستان کے لیے عازم سفر ہوا۔ ۶۳۰ھ میں وہ ایلتتمش کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے تمام غلاموں کو خرید لیا۔ ایلتتمش نے غیاث الدین کے چہرہ پہ حشمت وشہامت کے آثار دیکھ کر اس کو اپنا ذاتی محافظ مقرر کر لیا۔ بلبن کا بھائی کشلی خان پہلے ہی اس کے دربار میں پہنچ چکا تھا اور امیر حاجب کے عہدہ پہ فائز تھا۔ بلبن اپنے بھائی کو پہچان کر انتہائی خوش ہوا۔[۳] بلبن ترقی وتقدم کی منازل طے کرتا ہوا ایلتتمش کے بعد ہندوستان کا بادشاہ بن گیا۔

بلبن نے ۶۶۴ھ (۱۲۶۶ء) سے ۶۸۶ھ (۱۲۸۷ء) تک ۲۲ سال حکومت کی اور ۸۰ برس عمر پا کر داعئ اجل کو لبیک کہا۔ مورخین نے اس کے عہد حکومت کو "خیر الاعصار" قرار دیا ہے۔[۴]

بلبن کے زمانے میں بجز ہندوستان کے پورا عالم اسلامی سخت فتن وآلام میں مبتلا تھا اور اسلامی ممالک چنگیز خانیوں کے دست تظلم کا شکار ہو رہے تھے، جس کی وجہ سے مختلف ممالک اسلامی سے متعدد علما ومشائخ اور شہزادے دہلی میں آ بسے تھے۔ اور سلطان غیاث الدین بلبن کا یہ دار السلطنت ان کی بہت بڑی پناہ گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ ان لوگوں میں پندرہ شہزادے تھے جو ترکستان، ماوراءالنہر، خراسان، عراق، آذربائیجان، فارس، روم، دیلم یمن اور موصل وغیرہ سے آئے ــــ ان کے علاوہ علما وفضلا اور اہل ہنر وارباب کمال بھی کثیر تعداد میں دہلی میں وارد ہوئے ــــ بلبن نے ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق وقار واحترام کے ساتھ انھیں ٹھہرایا، ان کی انتہائی پذیرائی کی اور ان کے نام سے پندرہ محلے قائم کیے جن میں ان کو آباد کیا۔ ان محلوں کے نام یہ ہیں:

محلہ عباسی، محلہ سجزی، محلہ خوارزم شاہی، محلہ دیلمی، محلہ علوی، محلہ اتابکی، محلہ غوری،

---

[۲] تاریخ فرشتہ ص ۶۴، [۳] ایضاً ص ۷۴ [۴] ایضاً ص ۸۴

محلہ چنگیزی، محلہ رومی، محلہ سنفری، محلہ یمنی، محلہ موصلی، محلہ سمرقندی، محلہ کاشغری، محلہ خطائی۔

بلبن نے ان سب کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی اور ان کو ہر اعتبار سے قابلِ امداد گردانا ۵ھ

سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں بڑی علمی خدمات انجام دی گئیں جن میں فتاویٰ غیاثیہ ایک لائقِ تذکرہ خدمت ہے۔ اس کو فقہی اعتبار سے اس لیے زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ غیاث الدین بلبن کو فقہی مسائل سے بہت دلچسپی تھی اور وہ فقہا کی ان کاوشوں کو احترام کی نظر سے دیکھتا تھا اور ان مسائل پر عمل کی دیوار میں استوار کرتا تھا۔ یہ فتاویٰ صدیاں گذر جانے کے باوجود آج بھی موجود ہے اور انقلاب و تغیر کی بے شمار لہروں سے محفوظ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی زینت ہے اور اس کو اسلامی ہندوستان کے ایک علمی اور ثقافتی ذخیرہ کی حیثیت حاصل ہے۔

مخطوطہ کی کیفیت

یہ فتاویٰ عربی زبان میں ہے اور فقہ حنفی کے نقطۂ نظر سے مرتب کیا گیا ہے۔ میرے سامنے اس کا پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا مخطوطہ ہے جو ۱۸ + ۱۵ ام۔س سائز کے ۳۸۳ اوراق کو محیط ہے۔ ہر صفحہ کم سے کم ۱۷ اور زیادہ سے زیادہ ۲۲ سطور پر مشتمل ہے۔ اس پر تاریخِ کتابت اور کاتب کا نام مرقوم نہیں ۔ ناقص الآخر ہے۔ درمیان سے بھی بعض مقامات پر مضامین کا تسلسل قائم نہیں رہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ مشمولاتِ کتاب کے کچھ درمیانی حصے غائب ہیں۔ کتابت ایک شخص کے ہاتھ کی نہیں بلکہ اس میں کئی کاتبوں کا حصہ ہے جن کے خط ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بعض جگہ خط اس درجہ شکستہ اور غیر واضح ہے کہ پڑھنے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ چند صفحوں پر حواشی بھی ہیں۔ کہیں کہیں صفحات میں باریک باریک سوراخ بھی ہیں۔ کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں صفحات کٹے پھٹے ہیں اور ان پر کاغذ چپکاتے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اصل عبارت پڑھنا ناممکن ہو گیا ہے۔

۵ھ تاریخ فرشتہ ص ۷۵

فہرستِ مضامین

یہ مخطوطہ ۰ ۷ فصول، ۳۶ ابواب اور ۲۲ انواع پر مشتمل ہے اور ۲۲ مقامات وہ ہیں جہاں سے عنوان "کتاب" کے لفظ سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً کتاب الصلوٰۃ کتاب الاجارات، کتاب الدعویٰ، کتاب الوکالۃ اور کتاب الاقرار وغیرہ مفصل فہرستِ مضامین یہ ہے:

فصل فی النیۃ۔ باب الاعتکاف۔ باب صدقۃ الفطر، باب فی الاعذار، کتاب النکاح، فصل فی حرمۃ الرضاع، فصل فی تزویج الفضولی، فصل فی ہبۃ المہر وابرائہ، فصل فی الاختلاف بین الزوجین، باب النفقات۔ فصل فی الکسوۃ وفرضہا و مقدارہا۔ فصل فی حضانۃ الولد وبیان من ہو اولی بہ۔ فصل فی العنین، فصل فی الایقاع۔ فصل فی الکنایۃ والاضمارہ، فصل فی طلاق السکر۔

الباب الثانی فی الولایۃ والوقف وتصرفات المتولی والقیم، فصل فی الوقف علی الاولاد۔ کتاب الہبۃ بفصولہ، کتاب البیوع بفصولہ وانواعہ۔ فصل فی الثمن، کتاب الشفعۃ، فصل فی دعوی الشفعۃ، فصل فی حیل ابطالہا، فصل فی بیع المرہون والمغصوب۔ فصل فی استقراض الفلوس۔ نوع فی الیمین، نوع فی تصریف القیم، نوع فی استقراض الفلوس۔ نوع فیما یکرہ ویحرم فصل فی الخلع والبیع والشراء۔ نوع فی الیمین، باب المیاہ، فصل فی الآبار۔ نوع فیما یصیب الخف فصل فیما یصیب الثوب۔ باب المسح علی الخفین، باب القراءۃ، باب الوضوء، فصل فی بیان النجاسات، فصل فی الصلوٰۃ علی الدابۃ، فصل فی النذر بالصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العید، باب الجمعۃ، فصل فی الوتر، فصل فی طہارۃ المکان، فصل فی استقبال القبلہ، فصل فی السہو، فصل فی النجاسۃ باب التکبیر، باب احکام الموتی، فصل فی الغسل، باب التیمم، باب الاحداث، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم۔

نوع فی الوکیل، کتاب القسمۃ، فصل الاختلاف فی الدعاوی۔ کتاب الاجارات، کتاب القضاء، کتاب الاقرار، کتاب الوکالۃ، فصل فی الیمین، کتاب الشہادات، کتاب الصلح، کتاب الرہن، کتاب المضاربۃ، کتاب الاشربۃ، کتاب المزارعۃ، کتاب الوصایا، کتاب الخنثیٰ۔

ابتدائیہ

اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ رب یسر و تمم بالخیر الحمد للہ الاول بلا مطلع البدایۃ الآخر بلا مقطع النھایۃ الکافی فی المغنی بالکفایۃ الوافی المعطی خلاصۃ الھدا ۔۔۔۔۔ جاعل ذخیرۃ الصلاح بشامل زیادات الغیوب ۔۔۔۔۔ معالم خفاسر بکتوم اسرار الغیوب ساتر نوازل ۔۔۔۔۔ مجرد انانی منتھی الذنوب کاشف محجوب عدۃ عدۃ لوامع طوالع الکروب مفصل مفصّل قواعد لباب نوادر اصول الکائنات الاعلیٰ اساس تاسیس تفویہ۔

جہاں جہاں خلا نظر آرہا ہے وہاں الفاظ پر کاغذ کے ٹکڑے چپکائے گئے ہیں جنھوں نے الفاظ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

انتساب

مصنف نے اپنی اس کتاب کو سلطان غیاث الدین بلبن کی طرف منسوب کیا ہے اس انتساب کے الفاظ یہ ہیں :

فلما تحقق الفراغ بالمشیۃ الالٰھیۃ سمیت کتابی ھذا الفتاوی الغیاثیۃ لیشتھر الکتاب اشتھاراً وتداولتہ الایدی جھاراً ویکون الذکر ذخراً علی امتداد الزمان وشکراً لسبوغ النعمۃ بقدر الامکان وتذکرۃ فی المحافل وتبصرۃ فی المحافل وتقویۃ عند قرۃ عیون الاعیان وتکرار تنیۃ بکر الدھور والازمان ویبقی الدعاء فی المدار ویبقوی الثناء فی المجالس

مشیت ایزدی سے جب میں تکمیل کتاب سے فارغ ہوا تو اس کتاب کا نام فتاوی غیاثیہ رکھا تاکہ یہ کتاب اچھی طرح شہرت پذیر ہو جائے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اور امتدادِ زمانہ کے باوجود یہ ایک یادگار کی صورت میں باقی رہے ۔ یہ بھی مقصد تھا کہ اللہ کی بھرپور نعمت کا بقدر امکان واستطاعت شکر ادا ہوتا رہے ۔ نیز یہ کہ محفلوں میں اس کا تذکرہ بصیرت کا ذریعہ ثابت ہو اور یہ اعیان واکابر کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

الی انغلاق یوم المتاج لمسکت فیہ متاسیا باٰثار اھل الیقین وتوجہت بہ تلقاء حضرت سلطان السلاطین وھو المجلس الاعلی السلطان العالم الاعظم مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم مجیر الامام ظھیر الانام سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ محرز ممالک الدنیا مظہر کلمۃ اللہ العلیا کہف الثقلین سلطان سلاطین الخافقین المؤید من السمآء المظفر علی الاعداء غیاث الدنیا والدین مغیث الاسلام و المسلمین غوث الملوک والسلاطین باسط الامن الارضین ظل اللہ فی العالمین علاء الدولۃ القاھرۃ شفاء الملّۃ الباھرۃ ناشر العدل والرأفۃ الجناح الایمن للخلافۃ صاحب الخاتم فی ملک العالم ملاذ ملوک ممالک بنی آدم درّۃ تاج السلطنۃ واسطۃ قلادۃ المملکۃ ذو الامان لاھل الایمان وارث ملک سلیمان ابو المظفر بلبن السلطان یمین خلیفۃ اللہ ناصر امیر المؤمنین ذو المآثر الباھرۃ والمفاخر الظاھرۃ و

بہم پہنچائے ۔ تکرار و گردشِ دوراں کے ساتھ ساتھ مدح و ثنا کا اعادہ بھی برابر ہوتا رہے ۔ دنیا میں سلسلۂ دعا جاری رہے اور مجالس میں تا قیامِ قیامت سلسلۂ حمد و ثنا مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے ۔ میں نے اس کتاب کی تالیف میں اہلِ یقین کے نقوش و آثار کی پیروی کی ہے اور اس کو سلطان السلاطین کی خدمت میں پیش کیا ہے جو کہ سلطان عالم و اعظم، آقائے اقوامِ عالم، مولائے شاہانِ عرب و عجم، پشت پناہِ بنی آدم، سلطان ارض اللہ، مالک بلاد اللہ، محافظ ممالکِ دنیا، اللہ کے کلمۂ علیا کو غالب کرنے والا، پناہ گاہ جنّ و انس، سلطانِ سلاطین شرق و غرب، صاحبِ تائیدِ آسمانی، فاتح دشمنان، غیاث الدنیا والدین، فریادرسِ اسلام و مسلمین، مددگارِ ملوک و سلاطین، اہلِ زمین پر امن پھیلانے والا، ظل اللہ فی العالمین، علاء الدولۃ القاہرہ، شفائے ملّتِ باہرہ، ناشر عدل و رأفت، دنیا میں خلافتِ نبوی کا بازوئے راست، مرجعِ شاہانِ بنی آدم، مروارید تاجِ سلطنت، سر رشتۂ مالائے مملکت، امن بخش اہلِ ایمان، وارث ملکِ سلیمان، ابو المظفر سلطان بلبن، معاون و یمینِ خلیفۃ اللہ، ناصر امیر المومنین،

الولاية والحماية على ذي الرعاية طودت مناكب رياض سلطنته باطواد الاقبال حتى انفجرت منها ينابيع الاطاعة والامتثال طرز الله راياته بآيات الفتح المبين وايد بنا بيده امر الاعتصام بالحبل المتين عمره الله متوجها بتاج السلطنة تعمير نوح ونور الممالك بانوار معدلته تنوير لوح وجعل مناويه عن عروض غرض الاماني بحر دمادمن يثبت مصراع بسيط الحيوٰة بحر دما دوطن موخاة جناب حضرته كل خان توطين الذلاية فيا كل خان وسخرها مات العدى بمجاضل هنا ضلة غموداً ما ثبت لقوام ممالك الاسلام دوام سلطنته عموداً ومكنه في اتباع الالباب تمكين ذي القرنين وقرن ملكه المغربين ملكه المشرقين واظهر ايادي ايده بالايادي بيديه وبمعادل عسكره من دماء اعادي ونفذ حكمه كالقضاء الذي لا يمتنع ابدا والماء الجاري الذي لا ينقطع سرمداً -

صاحب تاثیر باہرہ ومفاخر ظاہرہ اور حامیٔ رعایا ہے اس کے چمنستانِ سلطنت کو اقبال و کامرانی کے بلند ترین پہاڑوں سے استواری بخشی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اندر سے اطاعت وفرماں برداری کے چشمے پھوٹ نکلے ہیں۔ اللہ نے اس کے عَلَمِ حکمرانی کو فتحِ مبین کی نشانیوں سے مزین کیا اور اللہ کی مضبوط ترین رسی سے اعتصام کو دوام بخشا جس کے سر پر یہ تاجِ سلطنت رکھا گیا ہے اللہ اسے عمرِ نوح عطا فرمائے اور اس کے ملک کو انوارِ عدل سے روشن فضا کی طرح منور کرے، اللہ اس کے دشمنوں کی غلط آرزوؤں کو ناکام کرے اور زندگی میں انھیں نامراد فرمائے۔ پیروانِ عقل میں اس کو ذوالقرنین ایسا اقتدار عطا فرمائے اور اس کی قلمرو کے مغربین کو مشرقین سے ملا دے۔ اس کے دستِ حکمرانی کو اپنی تائیدِ غیبی سے مضبوط رکھے۔ اس کے عساکر کے اسلحہ کو دشمنوں کے خون سے تر کردے، اس کے حکم کو قضائے مبرم کی طرح ہمیشہ نافذ رکھے اور اس کو غیر مختتم اور دائمی چشمۂ جاریہ بنا دے۔"

فاضل مصنف کے انتساب کے الفاظ کا ہم نے ترجمہ پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے ان مدحیہ الفاظ کو علما کی روایتی سادگی اور اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہ سمجھا جائے اور

اسے مبالغہ آرائی سے تعبیر کیا جائے لیکن اس مدح و توصیف کی غالباً بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک اس دور میں فتنۂ تاتار کی وجہ سے سخت مصائب میں گھرے ہوئے تھے اور علما بھی انتہائی مصائب میں مبتلا تھے۔ ہندوستان میں سلطان غیاث الدین بلبن ہی ایک ایسا حکمران تھا جس نے علما کی تکریم و تعظیم کو اپنا شیوہ بنایا اور ان کو صحیح مقام عطا کیا۔ اس نے شہزادوں کو بھی پناہ دی اور عباسی خلافت کو بھی تسلیم کیا، لہٰذا قدرتاً اسے مدح و توصیف کا مستحق گردانا گیا۔

دوسری بات یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ مصنف کی عربی عبارت مخطوطے میں بالکل اسی طرح مرقوم ہے اگر اس میں کوئی خامی نظر آئے تو ممکن ہے وہ مخطوطے کی کتابت کا نتیجہ ہو۔

مآخذ اور مخففات

اس فتاوٰی میں فقہ حنفی کے ان مآخذ کا بھی ذکر جا بجا کیا گیا ہے، جن میں سے بعض اب بھی متداول ہیں۔ مصنف نے دیباچے میں ان مآخذ کو بیان کیا ہے اور ان کے مخففات بھی متعین کیے ہیں اور کتاب میں آگے چل کر بطور حوالہ کے مخففات ہی استعمال کیے ہیں۔ مثلاً جہاں الذخیرہ کا حوالہ دیا ہے، وہاں "ذ" مرقوم ہے، جہاں کوئی مسئلہ الصاعدی سے لیا گیا ہے وہاں "د" لکھا ہے۔ جو "الشامل" سے منقول ہے، وہاں "ش" درج کیا ہے۔ وغیرہ۔ اس سلسلے میں خود مصنف کے الفاظ یہ ہیں:

"وما هو من الذخيرة، بالذال، وما هو من الصاعدى بالدال، وما هو استخرجته من الشامل سميته بالشين، وما ادرجته من فتاوى سمرقندى كتبته بالسين، وما نثبته من الظهيرى بالظاء وما طويته من الطحاوى بالطاء، وما سطرته من فتاوى افتخار عن (؟) اوضح بالجاء (غالباً دراصل یہ بالخاء ہوگا) وما هو من جامع الفتاوى اوضح بالفتاوى"[۵۶]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب لکھتے وقت مصنف نے اہم فقہی مآخذ کو سامنے رکھا ہے۔

---

۵۶ ورق ۶

اعلامِ فقہ

پھر مصنف نے بہت سے اہم اعلامِ فقہ، ان کے اسما اور اقوالِ فقہیہ کا کتاب میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً ظہیر الدین مرغینانی، الکرخی، امام ابوبکر محمد بن الفضل، شمس الائمہ الحلوانی، ابوبکر الوراق، الفقیہ ابواسحاق الحافظ الامام الرستغفینی، القاضی الامام ابوعلی النسفی الصدر الشہیر محمد بن مقاتل القدوری، الفقیہ احمد بن ابراہیم، الشیخ الامام الزاہد ابونصر الصفار، السید امام ناصر الدین الخفاف، (یقول فی ادب القاضی) ابن رستم فی نوادرہ۔

مصنف

فتاویٰ غیاثیہ کے مصنف کا نام شیخ داؤد بن یوسف الخطیب ہے۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں اس فتاویٰ کے دو نسخے ہیں، ایک مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ جو ۲۹۴ صفحات کو محیط ہے اور ایک قلمی نسخہ جو ۱۱۱ صفحات پر مشتمل ہے[۵۷]

حاجی خلیفہ نے بھی کشف الظنون میں فتاویٰ غیاثیہ کا ذکر کیا ہے[۵۸] مگر مصنف کا نام نہیں لکھا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ سلطان غیاث الدین کی طرف منسوب ہے، البتہ کشف الظنون کی ذیل ایضاح المکنون میں مرقوم ہے کہ یہ داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی کی تالیف ہے اور مصنف نے یہ کتاب سلطان غیاث الدین کی خدمت میں پیش کی۔ الفاظ یہ ہیں:

"الفتاویٰ الغیاثیہ" تالیف داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی . . . . اہداہ للسلطان ابی المظفر غیاث الدین الیمین[۵۹] "

برکلمان نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب بولاق میں ۱۳۲۱ھ سے ۱۳۲۳ھ تک طباعت کے مراحل سے گذرتی رہی۔ اس کے مصنف کا نام داؤد بن یوسف الخطیب ہے[۶۰]

معجم المطبوعات العربیہ میں اس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

---

۵۷ فہرست کتب خانہ آصفیہ ص ۱۰۵۶ ۵۸ دیکھیے کالم نمبر ۱۲۱۳

۵۹ ایضاح المکنون فی الذیل کشف الظنون جلد ثانی کالم ۱۵۷

۶۰ تکملہ تاریخ ادب عربی جلد ثانی ص ۹۵۱

الخطیب الحنفی (الشیخ) داؤد بن یوسف۔

الفتاویٰ الغیاثیہ۔ قدمها للسلطان ابی المظفر غیاث الدین یمین۔ بهامشها فتاویٰ ابن نجیم او الفتاوی الزینیۃ (فقہ حنفی) علی نفقۃ فرج اللہ الکردی۔ بولاق ۱۳۲۲ھ، ص ۱۹۲[11]

بہرحال اگر یہ طبع بھی ہوگیا ہے تو نایاب ہے اور اس کا حصول سخت مشکل ہے لیکن اس کے مصنف داؤد بن یوسف کون بزرگ ہیں اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ عہدِ بلبن کے علما کی جو فہرست تاریخ کی کتابوں میں مندرج ہے، اس میں ان کا نام نہیں ملتا، البتہ ایک عالم و فقیہ شیخ سراج الدین ابوبکر بن یوسف سجزی کا نام ملتا ہے۔ نزہۃ الخواطر میں مولانا سید عبدالحی لکھنوی ؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابوبکر بن یوسف بن حسین سفرانی الامام سراج الدین سجزی فقہ، اصولِ فقہ اور عربی میں بہت دسترس رکھتے تھے بعہدِ سلطان غیاث الدین بلبن کئی سال دہلی میں ان کا فیضانِ علم جاری رہا۔ سلطان موصوف کے عہد سے پیشتر کے اربابِ حکومت کے زمانہ میں بھی بے شمار حضرات نے ان کے فیوضِ علمیہ سے استفادہ کیا۔ سلطان غیاث الدین بلبن اکثر ان کی ملاقات کے لیے جاتا، نمازِ جمعہ کے بعد بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ اس ضمن میں نزہۃ الخواطر کے اصل الفاظ یہ ہیں:

الشیخ العالم الکبیر العلامۃ ابوبکر بن یوسف بن الحسین السفرانی الامام سراج الدین السجزی، احد کبار العلماء المبرزین فی الفقہ والاصول، والعربیۃ، درس وافاد مدۃ طویلۃ بدار الملک دهلی فی عهد السلطان غیاث الدین بلبن ومن قبله من الملوک، اخذ عنه جمع کثیر من العلماء و کان السلطان غیاث الدین المذکور یکرمه غایۃ الاکرام ویتردد الیه فی کل اسبوع بعد صلوٰۃ الجمعۃ ویحظی بصحبته۔[12]

نزہۃ الخواطر میں تاریخ فرشتہ کا حوالہ دیا گیا ہے، مگر فرشتہ میں، بلبن کے حالات کے ضمن میں صرف "سراج الدین سجزی" مذکور ہے[13] ابوبکر بن یوسف نہیں۔

---

[11] کالم ۸۲۸، [12] نزہۃ الخواطر ج ۱، ص ۱۲۱، [13] فرشتہ ص ۷۶

بلبن سے قبل کے کسی سلطان کے حالات میں بھی ان کا نام مجھے نہیں ملا۔ ممکن ہے فتاویٰ غیاثیہ کے مصنف یہی بزرگ ہوں یا ان علما وفضلا میں سے کوئی صاحب ہوں جو اسلامی ممالک سے ہجرت کرکے دہلی میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔

مسائل میں حالات کی رعایت

مصنف نے جس دَور میں یہ کتاب تصنیف کی وہ عالم اسلامی کے لیے بدرجہ غایت کرب وآلام کا دَور تھا۔ تاتاریوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ہر سُو فتنہ و فساد کا دَور دورہ تھا۔ راستے منقطع ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے لیے حج کا سفر انتہائی مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ مسائلِ حج کے ضمن میں اپنے گرد و پیش کے حالات کی روشنی میں مصنف نے مشائخ بلخ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس زمانہ میں حج فرض نہیں رہا۔ مصنف کے الفاظ یہ ہیں:

"قال جماعۃ من مشائخ بلخ ان الحج لیس لفریضۃ فی زماننا ..."

حجِ ثانی

ایک مرتبہ انسان اگر فریضۂ حج سے سبکدوش ہو جائے تو دوسری مرتبہ (حجِ نفل) ادا کرنے کے بارے میں مصنف کی رائے یہ ہے کہ حج کے بجائے صدقہ دینا زیادہ بہتر ہے۔ مصنف کے نزدیک اتنی رقم سے مستحقین کی امداد کرنا حجِ ثانی سے زیادہ افضلیت کا باعث ہے۔ لکھتے ہیں: من حج مرۃ فاراد ان یحج اخریٰ فالمختارات الصدقۃ افضل لان نفعہا متعد بخلاف الحج...

سواری پر حج کرنا زیادہ افضل ہے یا پیدل؟

پھر اس مقام پر حج سے متعلق مصنف نے ایک سوال یہ پیدا کیا ہے کہ سواری پر فریضۂ حج ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے یا دیارِ محبوب کو پیدل چل کر جانا اپنے اندر زیادہ اجر وثواب کی مقدار لیے ہوئے ہے۔

مصنف فرماتے ہیں، پیدل کے مقابلے میں سواری پر حج کو جانے میں زیادہ افضلیت پنہاں ہے، کیونکہ طویل اور دشوار گذار پا پیادہ سفر میں مسافرِ حج کو اس قسم کی مشکلات کا

سامنا کرنا پڑتا ہے کہ بسا اوقات اس کے خلق اور صحتِ جسم میں کئی نوع کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لکھتے ہیں

"والحج راکباً افضل من المشی کیلا یسوء خلقہ بالجھل . . . . "

بادشاہ کو سجدہ نہ کیا جائے

مصنف نے باب الاستحسان والکراہیۃ کی فصل ثالث میں ایک نوع کا عنوان قائم کیا ہے "فی ملاقات الملوک" اس میں انھوں نے اس دور کی درباری بدعات اور غیر اسلامی رسوم و عوائد کی جرأت سے تردید کی ہے اور بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی سخت مخالفت کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو اگر بادشاہ کے حضور سجدہ کا حکم دیا جائے اور کہا جائے کہ تم نے سجدہ نہ کیا تو تمھاری گردن اُڑا دی جائے گی تو فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ سجدہ نہ کیا جائے، کیونکہ سجدہ کرنا کفر ہے اور کفر سے احتراز ضروری ہے، اگرچہ اس کے لیے اسے کتنا ہی مجبور کیا جائے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں:

"واذا قیل للمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالافضل ان لا یسجد انہ کفر والا فضل ان یحترز عما ھو کفر وان کان مکرھا . . . . "

امیر کے سامنے کلمۂ حق کی اہمیت

اسی باب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر اسے امیر اپنے ہاں طلب کرے اور اس انداز کی بات دریافت کرے کہ اگر اس کا صحیح اور قرینِ صواب جواب دیا جائے تو سزا و عقوبت کا خطرہ لاحق ہو۔ اس صورت میں اس کا فرض ہے کہ امیر کی رعایت نہ کرے اور کوئی بات خلافِ حق زبان سے نہ نکالے بلکہ وہی کچھ کہے جو حق و صداقت کی میزان میں پورا اترتا ہو۔ کیونکہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ: "جو شخص ظالم کے سامنے اس کی خوشنودی کی خاطر خلافِ حق بات کہتا ہے اللہ ظالم کے دل کو اس کے خلاف کر دیتا ہے اور اسے اس پر مسلّط کر دیتا ہے"۔ کتاب کی اصل عبارت یہ ہے:

"یدعوہ الامیر ویسألہ عن اشیاء فان تکلم بما یوافق الحق ینالہ مکروہ منہ فانہ لا ینبغی ان یتکلم بخلاف الحق ولا یحل لہ ان یتکلم بما یوافق لہ لقول علیہ السلام من تکلم عند ظالم بما یرضیہ بغیر حق یغیر اللہ قلب الظالم علیہ ویسلطہ علیہ "

بہرکیف یہ فتاویٰ خاص اہمیت کا حامل ہے اور ہندوستان کی ساتویں صدی ہجری کی فقہی مساعی میں اس کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔